کی جانب سے تسلیم کی جانے والی چار لاکھ سے بھی زیادہ کی تعداد کے مقابلے میں یہ دعویٰ بھی کیا کہ دارفور میں ہلاکتوں کی سطح نو ہزار سے بھی کم ہے۔البشیر نے پرزور انداز میں کہا کہ سنگین تنازع کی ساری باتیں اور یہ تمام الزامات ...کہ ان کی حکومت نے، ایک اندازے کے مطابق پچیس لاکھ افراد کو بے گھر کرنے، ان کی عزتیں پامال کرنے اور انہیں لوٹ مار کا نشانہ بنانے والی بے رحم جنجوید ملیشیا سے تعاون کیا ہے، اسے تربیت دی ہے اور مسلح کیا ہے... مغربی سازش ہیں جس کا مقصد عراق، افغانستان اور فلسطین کے تنازعات سے دنیا کی توجہ ہٹانا ہے اور جس کی صورت گری اسرائیل نے کی ہے۔انہوں نے چاڈ پر باغیوں کو مالی مدد دینے اور ان کی سرپرستی کرنے کا الزام بھی لگایا جبکہ جنجوید کی حمایت کرنے کے تمام الزامات سے انکار کیا۔''

یروشلم پوسٹ کے نمائندے دارفور کے تنازع کے بنیادی حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے بتاتے ہیں:

''مغربی سوڈان کے دارفور علاقے میں جاری جنگ بنیادی طور پر جنجوید اور دوسرے عناصر کے درمیان لڑی جارہی ہے جن میں سے بیشتر زمین جوتنے والے مقامی قبائل ہیں۔سوڈانی حکومت پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ جنجوید کے ساتھ حملوں میں شریک ہے اور دارفور میں منظم طریقے سے فور، زقاوا اور مسالیت نسلی گروپوں کو ہدف بنارہی ہے۔یہ تنازع ۲۰۰۳ء، میں شروع ہوا ہے۔'' اپنے انٹرویو میں عمر البشیر نے دعویٰ کیا کہ اسرائیلی ریشہ دوانیاں دارفور کے تنازع اور دنیا کے تمام جھگڑوں کا بنیادی سبب ہیں۔انہوں نے کہا ''عرب ملکوں کے کسی بھی مسئلے میں آپ اسرائیل کے کردار سے ہرگز صرف نظر نہیں کرسکتے کیونکہ اسرائیل کی سلامتی کا دارومدار عرب ممالک کو کمزور کرنے پر ہے۔''

انہوں نے کہا: ''اسرائیل اپنے میڈیا اور دوسرے ذرائع سے ہر ممکن کارروائی کرتا ہے، آپ اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ وہ پوری دنیا کے متعلقہ حلقوں میں ایسا اثر ورسوخ رکھتے ہیں کہ جو چاہیں کرسکتے ہیں۔'' صدر بشیر نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ امریکا اور برطانیہ سوڈان سے اسرائیل کو تسلیم کرلینے کا مطالبہ کرتے اور اس بات کا اشارہ دیتے رہے ہیں کہ اس کے نتیجے میں دارفور کے تنازع کی منفی کوریج روکی جاسکتی ہے۔انہوں نے کہا: ''ہم نے جب سے اقتدار سنبھالا ہے، ان پیغامات کا سلسلہ اس وقت سے کبھی بند نہیں ہوا۔وہ عربوں کو عربوں کے بنیادی مقصد، فلسطین سے منحرف کردینا چاہتے ہیں۔عراق، فلسطین اور افغانستان میں جو کچھ ہورہا ہے، یہ سب اس پر پردہ ڈالنے کے لیے ہے۔'' صدر بشیر نے اقوام متحدہ

سے امداد کی اپیل سے انکار کرتے ہوئے الزام لگایا کہ یہ تنظیم امریکا اور برطانیہ کے مقاصد کے تابع ہے، انہوں نے صدام حکومت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ''عراق کے لوگ خوشحالی اور استحکام کے لحاظ سے عرب دنیا میں سب سے بہتر تھے[1]۔''

دارفور تنازع اور یہودی: چند چشم کشا حقائق

دارفور سمیت، صدر عمر البشیر کے بیس سالہ دور کے غلط اور صحیح اقدامات اپنی جگہ مگران کا یہ موقف کہ اسرائیل دارفور تنازع میں خصوصی دلچسپی رکھتا ہے اور یہ انکشاف کہ امریکا اور برطانیہ انہیں پیشکش کرتے چلے آرہے ہیں کہ اگر سوڈان اسرائیل کو تسلیم کرلے تو دارفور کے حوالے سے ان کے خلاف چلائی جانے والی مہم روک دی جائے گی، بے بنیاد نہیں ہے۔ دارفور کے معاملے میں اسرائیل اور اس کے سرپرستوں کی اس حقیقت کے باوجود اتنی گہری دلچسپی کہ اس تنازع میں دونوں طرف مسلمان ہیں، حیرت انگیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنوبی اور شمالی سوڈان کی خانہ جنگی میں اسرائیل اور اس کے سرپرست کبھی اس حد تک نہیں گئے جس کا مظاہرہ وہ دارفور کے سلسلے میں کررہے ہیں حالانکہ یہ خانہ جنگی خرطوم کے مسلمان حکمرانوں اور جنوبی سوڈان کے غیر مسلم عوام کے درمیان تھی اور اس کی طوالت دارفور سے بہت زیادہ تھی۔ حقیقت پسند تجزیہ کار اس غیر معمولی صورت حال کو محسوس کرتے ہیں اور ان کی جانب سے اس کا بھرپور اظہار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۲۰۰۹ء کو بوسٹن گلوب نے "Saviors and Survivors: Darfur, Politics, and the War on Terror" نامی تازہ کتاب سمیت کئی کتابوں کے مصنف، امریکا اور افریقا کی متعدد یونیورسٹیوں میں تدریس کے فرائض انجام دینے والے اور اب کولمبیا یونیورسٹی میں سیاسیات کے استاد پروفیسر محمود مام دانی کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے جو ان سے ان کی نئی تصنیف ہی کے حوالے سے لیا گیا ہے۔ پورا انٹرویو ہی بہت معلومات افزاء اور انکشاف انگیز ہے تاہم اس کے منتخب حصے ہی یہاں پیش کیے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ پروفیسر محمود مام دانی سے ایک سوال یہ پوچھا گیا کہ ''آپ دارفور بچاؤ مہم پر اپنی توجہ کیوں مرتکز کیے ہوئے ہیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا:

ا۔ بحوالہ: http://www.jpost.com/servlet/Satellite?pagename=JPost%2FJPArticle%2FShowFull&cid=1162378504117

''اس تناظر میں کہ افریقا کے المیوں کا کبھی نوٹس نہیں لیا جاتا، میں حیران تھا کہ عالمی میڈیا میں دارفور اس قدر ہولناک خطرہ کیوں قرار دیا جارہا ہے۔ اس کی جو وجہ میں سمجھ سکا وہ یہ تھی کہ دارفور بچاؤ تحریک کی وجہ سے دارفور یہاں [امریکا اور مغرب میں] ایک گھریلو معاملہ بن گیا ہے۔ لہٰذا میں نے اس تحریک کی تاریخ، تنظیم اور پیغام کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھا۔ جس سے مجھے پتہ چلا کہ یہ تحریک جو خود اپنے اعتراف کے مطابق ایک سیاسی گروپ ہے اور جس کی تنظیم کی سطح حیرت زدہ کر دینے والی ہے، اپنے پندرہ ملین ڈالر سالانہ کا بجٹ، متاثرین کی مدد پر نہیں بلکہ اپنے پیغام کی تشہیر پر خرچ کرتی ہے۔''

پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو پروفیسر مام دانی نے کہا: ''اس کے مختلف محرکات ہیں۔ اس گروپ کا ایک دھڑا جنوبی سوڈان میں جاری جدوجہد کے حامی کے طور پر ابھرا ہے اور سمجھتا ہے کہ دارفور جنوبی سوڈان کی جدوجہد ہی کی ایک اور شکل ہے۔ ان میں سے بیشتر لوگ ان دونوں صورتوں کے درمیان فرق کے حوالے سے کوئی شعور نہیں رکھتے۔ اس تحریک کا ایک اور بازو جہاں تک میں سمجھا ہوں نیو کنزرویٹوز پر مشتمل ہے جو دارفور کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ دونوں گروپ تنازع کو نسلی رنگ دینے اور عربوں کو بدنام کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔'' سوال کیا گیا کہ ''کیا یہ رویہ سیاسی اسباب کی بناء پر ہے؟'' تو فاضل مصنف نے جواب دیا کہ ''جی ہاں، سیاسی اسباب کی بناء پر۔'' انہوں نے مزید کہا کہ ''بہت کم ہی ذرائع ہیں جو دارفور بچاؤ تحریک کا حقیقی طور پر تجزیہ کرتے ہوں۔ اس حوالے سے مجھے جو سب سے زیادہ واضح چیز ملی وہ گال بیکر مین (Gal Beckerman) کا ایک آرٹیکل ہے جو یروشلم پوسٹ میں [''دارفور ریلی کی منصوبہ بندی میں امریکی یہودی قائدانہ کردار ادا کررہے ہیں'' "US Jews leading Darfur rally planning" کے عنوان سے ۲۷ اپریل ۲۰۰۷ء کو] شائع ہوا تھا۔] اس میں حقائق اپنے منہ سے بولتے ہیں[1]۔''

پروفیسر مام دانی نے گال بیکر مین کے جس آرٹیکل کی بات کی ہے، آیئے اس پر بھی ایک نگاہ ڈالتے چلیں۔ یروشلم پوسٹ کے محولہ بالا اس آرٹیکل میں کہا گیا ہے:

۱۔ بحوالہ:
http://www.boston.com/ae/books/articles/2009/03/22/politics_and_humanitarianism/

''واشنگٹن ڈی سی میں ہزاروں افراد اس اتوار کو 'دارفور بچاؤ' تحریک کے زیر اہتمام ہونے والی ریلی میں شرکت کریں گے جس کا مقصد بش انتظامیہ پر اس معاملے میں زیادہ مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے دباؤ ڈالنا ہے۔'' بیکر مین کے مطابق ''اس سے پہلے امریکا میں اتنے بڑے پیانے پر دارفور کے لیے کوئی عوامی مظاہرہ نہیں ہوا۔'' اس ریلی کا اہتمام کرنے والوں یعنی ''دارفور بچاؤ اتحاد'' کے بارے میں انہوں نے جو کچھ بتایا ہے وہ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ لکھتے ہیں:

''اس اتحاد کے بارے میں واقفیت بہت کم ہے جو اپنے آپ کو عقیدے، انسانیت اور انسانی حقوق کی بنیاد پر قائم ۱۳۰ مختلف تنظیموں کا مجموعہ کہتا ہے اور جس کا آغاز مکمل طور پر امریکا کی یہودی برادری کی جانب سے ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اب تک، جبکہ ریلی کے انعقاد میں چند روز رہ گئے ہیں' یہ اتحاد زیادہ تر مختلف مقامی اور قومی' سیاسی اور مذہبی یہودی گروپوں ہی تک محدود ہے۔ مقامی یہودی اداروں کے ایک مجموعے نے ... جس میں مین ہٹن کا جیوش کمیونٹی سنٹر، (Jewish Community Center in Manhattan) یونائیٹڈ جیوش کمیونٹیز (United Jewish Communities) ، یو جے اے فیڈریشن آف نیویارک (UJA-Federation of New York) اور جیوش کونسل فار پبلک افئیر ز (Jewish Council for Public Affairs) شامل ہیں ... سب سے بڑے اور سب سے مہنگے اشتہار کا خرچ اٹھایا ہے، یہ اشتہار ۱۵ پریل کے نیویارک ٹائمز میں ایک پورے صفحے پر شائع ہوا ہے۔ اگرچہ یہاں دوسری بڑی مذہبی تنظیمیں بھی ہیں، جن میں یونائیٹڈ اسٹیٹس کانفرنس آن کیتھولک بشپس United States Conference on Catholic Bishops اور نیشنل ایسوسی ایشن آف ایوینگلیکلز National Association of Evangelicals خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور ان دونوں کے وابستگان کی تعداد لاکھوں میں ہے، لیکن ان گروپوں نے نچلی سطح تک رسائی کے لیے کوئی ایسی جدوجہد نہیں کی جس کا اظہار کثرت تعداد کی شکل میں ہو۔ جبکہ جیوش کمیونٹی ریلیشنز کونسل Jewish Community Relations Council نے، جو مقامی شاخوں کے ساتھ پورے امریکا میں فرقہ وارانہ سرگرمیوں کو مربوط کرنے والی قومی تنظیم ہے، اتوار کے روز لوگوں کو بسوں کے ذریعے واشنگٹن لانے کے لیے زبردست کوششیں کی ہیں۔ درجنوں بسیں فلاڈلفیا اور کلیولینڈ سے آئیں گی۔ صرف یشیوا یونیورسٹی